اسی طرح یہ تسلیم ہے کہ اکبر ایک عظیم بادشاہ تھا جو مغل بادشاہت کو ہندوستانی قومیت کا رنگ دینا چاہتا تھا۔ لیکن راناپرتاپ نے اکبر کے خلاف جو جنگ کی اور بادشاہ کے مذہبی پیشوا ہونے کے دعوے کے خلاف ہندو اور مسلمان دونوں نے جو اظہار بیزاری کیا تھا اس سے صرف نظر کرنے کی کیا وجہ ہے؟۔ اسی طرح اورنگ زیب عالمگیر کی شیعہ دشمنی کو بڑے طمطراق سے بیان کیا جاتا ہے، لیکن یہ حقیقت نظر انداز کردی جاتی ہے کہ سلطان کے چار وزیروں میں سے تین وزیر شیعہ تھے اور ایک وزیر ہندو تھا۔

اسی سلسلے میں پروفیسر نظامی لکھتے ہیں، آج کل مارکسی نقطۂ نظر کے مؤرخین لکھتے ہیں کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی تحریک رجعت پسندانہ تھی، یہ حضرات اس حقیقت کو فراموش کر جاتے ہیں کہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں، جنہوں نے ہندوؤں کو اہل کتاب اور وید مقدس کو الہامی کتاب لکھا ہے وہ حضرت مجدد کے روحانی سلسلے کے ایک فرد فرید تھے۔ نیز یہ کہ دارا شکوہ جو نہایت آزاد منش تھا اس نے حضرت مجدد کی اتنی اور ایسی تعریف لکھی ہے جو کمیونسٹ مورخین کی فہم سے بلند و بالا ہے"۔

غرضکہ پورا خطبہ نہایت برمحل اور فکر انگیز ہے، برہان پروفیسر نظامی کو ترقی پسندی کے صومعہ میں حق کی اس اذان پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ ہمارے عزیز دوست جناب سید محبوب رضوی صاحب اچانک ۲۵ مارچ کو راہی ملک بقا ہوگئے۔ مرحوم نے اچھے خاصے ظہر کی نماز چھتے کی مسجد میں ادا کی فراغت کے بعد سینہ میں کچھ درد سا محسوس ہوا فوراً ایک رکشا کر کے گھر روانہ ہوئے لیکن ابھی گھر پہونچے بھی نہ تھے کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ہمہ تن دارالعلوم کی خدمت کے لئے وقف ہو گئے۔ انھوں نے مختلف دفتری خدمات بڑی دیانت، محنت اور قابلیت سے انجام دیں انکو مطالعہ تحقیق اور تصنیف و تالیف کا اعلیٰ ذوق قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا وہ دیوبند کے مایۂ ناز ادیب محقق مؤرخ اور مصنف تھے انکا آخری شاندار کارنامہ تاریخ دارالعلوم دیوبند کی دو جلدیں ہیں عادات و فضائل کے اعتبار سے نہایت دیندار عابد و زاہد معاملہ فہم خوش اخلاق اور دیانت دار تھے اس میں شبہ نہیں کہ انکی وفات دارالعلوم کا ایک عظیم نقصان ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحم